دے، بعض بالواسطہ سننے والے کیلئے میری بات بلا واسطہ سننے والوں سے زیادہ مفید ہوسکتی ہے۔'' پس معلوم یہ ہوا کہ

(الف)......آپؐ کی سنت بلا واسطہ سننے والے اور بالواسطہ سننے والے پر حجت نہ ہوتی تو آپؐ غیر حاضر کو اپنا پیغام پہنچانے کا حکم نہ فرماتے۔

(ب)......آپؐ کی سنت قیامت تک باقی رہنے والی نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس پیغام کو عام کرنے کا حکم نہ دیتے، پس معلوم یہ ہوا کہ اس آدمی کیلئے جس کے پاس آپ ﷺ کی زبانِ اطہر سے صحیح اسانید کے ساتھ سنت رسولؐ پہنچ جائے، قابل حجت ہے۔

صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی قولی و فعلی سنتوں کو حفظ فرمایا اور تابعین تک سنت رسول ﷺ کی روشنی پہنچائی پھر اسے نسل در نسل جید علماء کرام نے صدق و امانت سے اپنے بعد والوں کیلئے نقل فرمایا اور مستقل کتابوں کی شکل میں احادیث رسولؐ کو جمع فرمایا پھر صحیح اور ضعیف کو الگ کر دیا اور اس کیلئے مستقل قوانین وضع کر دیئے۔ تاکہ محفوظ طریقہ سے محفوظ ہاتھوں تک سنت رسولؐ کی رسائی ممکن ہو سکے اور مشاہدہ میں آیا کہ اہل علم و ایمان نے بخاری مسلم و دیگر کتب احادیث کو اسی طرح حفظ کیا جس طرح کتاب اللہ کو حفظ کیا جاتا ہے تاکہ باطل پرست لوگ اس میں تغیر و تبدل اور شکوک و شبہات پیدا کر کے بے فائدہ بنانے کی کوشش نہ کر سکیں۔

قرآن کریم کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے کہ ﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون﴾ [الحجر:۹] ہم نے اس قابل نصیحت کتاب کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔'' اور بلا شک و شبہ سنت رسول ﷺ بھی وحی الٰہی کی قسم ہے اور اللہ کریم نے اسے بھی اسی طرح محفوظ فرمایا جس طرح اپنی کلام قرآن کریم کو محفوظ فرمایا اس کی حفاظت کیلئے ایسے علماء محققین پیدا کر دیئے جو ہر باطل پرست کی تحریف اور ہر بے علم جاہل کی غلط تفسیر سے اسے محفوظ رکھتے ہیں اور ہر جاہل جھوٹے اور ملحد کی کج روی سے بچاتے ہیں کیونکہ اللہ نے اسے قرآن کریم کی تفسیر قرار دیا ہے اور ہر مجمل کی تفسیر و وضاحت کرنے والی بتایا ہے۔

علاوہ ازیں اس میں بعض ایسے اضافی شرعی احکام بھی موجود ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں جیسے رضاعت و مواریث کے تفصیلی احکام، کسی عورت اور اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ کو ایک ہی وقت میں ایک ہی آدمی کے نکاح میں دینے کی حرمت وغیرہ جو صرف سنت رسولؐ سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ جس طرح کتاب اللہ اور فرامین رسول ﷺ سے عظمتِ سنت اجاگر ہوتی ہے اس طرح صحابہؓ و تابعینؒ اور دیگر اہل علم سے اہمیت سنت کا ثبوت ملتا ہے اور اس پر عمل کے وجوب کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسولؐ انتقال فرما گئے تو عرب کے بعض قبائل مرتد اور بعض زکوٰۃ ادا کرنے کے منکر ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم میں اس آدمی سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے۔'' یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا؟ آپ کس طرح ان سے قتال کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے (أمرت أن أقاتل الناس......) ''کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ ''لا اله الا الله'' کا اقرار کریں، اس اقرار کے بعد وہ اپنے اموال اور اپنی جانیں بچا پائیں گے سوائے اس کے جو اس حکم کا حق ادا نہ کرے۔''

یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا زکوٰۃ اس کلمہ کے حق میں سے نہیں؟ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ زکوٰۃ میں دیا جانے والا بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے، روک لیں تو میں ان سے لڑائی کرونگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بات کا سننا تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ جہاد و قتال کیلئے کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے اور پھر صحابہ کرامؓ نے بھی اس طرح مانعین زکوٰۃ اور مرتدین سے قتال کیا یہاں تک ان کو واپس دین اور احکام شریعت کی طرف آنے پر مجبور کر دیا اور ارتداد پر باقی رہنے والوں کو قتل کیا اس قصہ میں سنت کی تعظیم اور سنت پر عمل کے واجب ہونے کی واضح دلیل موجود ہے۔

۲۔ ایک عورت (دادی) صدیق اکبرؓ کے پاس آئی اور دادی ہونے کے ناطے وراثت سے حصہ مانگا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتاب اللہ میں تیرے لئے حصہ مقرر نہیں اور مجھے علم نہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے دادی کیلئے کیا حصہ مقرر کیا ہے لیکن میں اس بارے میں لوگوں سے دریافت کروں گا پھر ابو بکر صدیقؓ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور دریافت فرمایا تو بعض صحابہ نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے دادی کیلئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا ہے تو ابو بکر صدیقؓ نے بھی اسی طرح فیصلہ فرمایا۔

۳۔ حضرت عمرؓ اپنے مقرر کردہ گورنروں کو حکم دیا کرتے تھے کہ لوگوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں اور اگر مسئلہ کا حل کتاب اللہ سے نہ ملے تو سنت رسولؐ کی طرف رجوع کیا کریں۔

ایک دفعہ خود حضرت عمرؓ کے پاس فیصلہ لایا گیا کہ ایک عورت پر کسی نے ظلم کرتے ہوئے اس کے جنین (رحم میں موجود بچہ) کو گرا دیا ہے تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا تو محمد بن مسلمہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سلسلہ میں ایک لونڈی یا غلام ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے تو حضرت عمرؓ نے بھی ظلم کرنے والے پر یہی حکم صادر فرمایا۔

۴۔ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کے پاس قضیہ پیش کیا گیا کہ ایک عورت جس کا خاوند فوت ہوگیا ہے وہ اپنے خاوند مرحوم کے گھر عدت گزار سکتی ہے یا نہیں اور حضرت عثمانؓ اس کا حل تلاش نہ کر سکے پھر حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان جو کہ ابو سعید خدریؓ کی بہن تھیں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسی عورت کو اپنے فوت ہونے والے خاوند کے گھر عدت گزارنے کا حکم فرمایا ہے تو حضرت عثمانؓ نے ان سے بھی اسی طرح فیصلہ فرمایا۔ اس طرح حضرت عثمانؓ نے ولید بن عقبہ پر سنت رسول ﷺ سے راہنمائی لیتے ہوئے حد بھی قائم کی۔

۵۔ حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ (کسی مصلحت کے پیش نظر) حج تمتع سے منع فرماتے ہیں تو انہوں نے علی الاعلان حج کی تمتع کی نیت سے احرام باندھا اور فرمایا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کسی کے کہنے پر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

۶۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مجلس میں کسی نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے حوالہ سے حج افراد کو حج تمتع کے مقابل ترجیح دی اور بہتر جانا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں کیونکہ میں تمہیں اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سناتا ہوں اور تم میرے سامنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی رائے پیش کرتے ہو۔

لمحہ فکریہ ہے کہ صدیق و فاروق کی رائے پر عمل کرتے ہوئے سنت کی مخالفت لازم آئے اور عقوبت الٰہی کا خدشہ ہو لیکن اگر ان کے مرتبہ سے کہیں کم درجہ رکھنے والوں کی بات اور اجتہاد کی وجہ سے سنت کی مخالفت لازم آئے تو کسی سزا و عتاب کا خدشہ نہ ہو۔

۷۔ کسی آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے عمرؓ کی رائے کو ترجیح دینے کی کوشش کی جس سے سنت رسول ﷺ کی مخالفت لازم آتی تھی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا ہمیں عمرؓ کی اتباع کا حکم ہے یا اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کا؟

۸۔ ایک دفعہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سنت رسول ﷺ کی اہمیت پر گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا کہ آپ ہمیں کتاب اللہ کے بارے میں بتائیں یہ سن کر حضرت عمران سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ سنت کتاب اللہ کی تفسیر ہے اگر سنت رسول ﷺ نہ ہوتی تو نہ ہم یہ جان سکتے ظہر کی چار، مغرب کی تین اور فجر کی دو رکعتیں ہیں اور نہ ہی ہمیں زکوٰۃ وغیرہ کے احکامات کی تفصیل کا علم ہوتا۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان پڑھ کر سنایا (لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ) ''کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کے گھر مساجد میں آنے سے نہ روکو۔'' تو ان کے بیٹے نے کہا کہ

اللہ کی قسم! ہم تو ضرور ان کو منع کریں گے، یہ سن کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شدید ناراض ہوئے اور اپنے بیٹے کو سرزنش کی اور فرمایا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی بات کرتا ہوں اور تو اس کا اپنی رائے سے مقابلہ کرتا ہے۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن المغفلؓ نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو دیکھا کہ انگلی پر کنکر رکھ کر پھینک رہا ہے تو اس کو منع فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اس عمل سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ (وانه لا يصيد صيداً و لا ينكأ عدواً لكنه يكسر السن و يفقأ العين) ''کہ یہ عمل کرنے والا نہ شکار کر سکتا ہے اور نہ دشمن کو قتل کر سکتا ہے بلکہ کسی کا دانت یا آنکھ ضائع کر سکتا ہے۔'' بعد ازاں ایک دفعہ حضرت عبداللہؓ نے اسے ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تو اللہ کے رسول ﷺ کی بات پر عمل نہیں کرتا اس لئے میں تجھ سے زندگی بھر کلام نہیں کروں گا۔

۱۱۔ امام بیہقیؒ حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اگر آپ کسی سے سنت رسول ﷺ کے بارے میں گفتگو کریں اور سننے والا کہے کہ ہمیں سنت نہیں صرف قرآن کے بارے میں بتائیے تو سمجھ لیں وہ گمراہ ہے۔

۱۲۔ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سنت کتاب اللہ کی تشریح اور اس کے مطلق کو مقید کرنے والی یا ایسے اضافی احکامات کی حامل ہے جو کتاب اللہ میں موجود نہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وأنزلنا اليک الذکر لتبين للناس ما نزل اليهم و لعلهم يتفكرون﴾ [النحل:۴۴] ''ہم نے تیری طرف قرآن نازل کیا تا کہ لوگوں کیلئے جو اس میں نازل کیا گیا ہے تو اس کی مکمل وضاحت فرمادے اور تا کہ وہ غور وفکر کریں۔'' اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے (الا انی أوتيت الکتاب و مثله معه) ''کہ خبردار مجھے کتاب اللہ اور اس کے مثل ایک اور چیز (حدیث) دی گئی ہے۔''

۱۳۔ امام بیہقیؒ امام عامر الشعبی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے کسی سے فرمایا کہ جب تم نے آثار کو چھوڑ دیا تو تم ہلاک ہو گئے۔ آثار سے مراد وہ احادیث رسولؐ لیتے ہیں۔

۱۴۔ نیز امام بیہقیؒ امام اوزاعیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ اپنے کسی ساتھی کو نصیحت فرما رہے تھے کہ جب تیرے پاس اللہ کے رسول کا فرمان پہنچ جائے تو اس کے مقابلہ میں کوئی بات کہنے سے پرہیز کر کیونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ ہی کا پیغام پہنچانے آئے تھے۔

۱۵۔ حضرت سفیان الثوری جو کہ جلیل القدر امام تھے فرمایا کرتے تھے کہ حقیقت میں علم وہ ہے جسے ہم علم